مواعظِ اختر نمبر ۱۸

لذتِ بندگی کا حصول



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



لذتِ بندگی کا حصول

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: لذتِ بندگی کا حصول

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: بروز بدھ، یکم ذوالحجہ ۱۴۱۷ء مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۹۷ء

مقام: بعد مغرب، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ نزد چڑیا گھر، لاہور

موضوع: اطمینان قلب کا حصول، ملفوظات

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

ملفوظات



لذتِ بندگی کا حصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

آپ حضرات نے ابھی جو اشعار سنے ہیں وہ بھی میرے وعظ ہیں مگر وعظِ منظوم ہیں، اب اپنی سعادت کے لئے نثر میں بھی وعظ کرتا ہوں کہ اتنی دور سفر کر کے کراچی سے لاہور آیا ہوں۔ اس لئے آپ حضرات کے کانوں میں اپنی زبانِ دردِ دل سے کچھ گذارش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسا بیانِ دردِ دل کا شرف نصیب فرمائے جس سے اختر بھی اے اللہ! سو فیصد آپ کا بن جائے اور میرے احباب اور سامعین بھی سو فیصد آپ کے بن جائیں کیونکہ اگر کچھ فیصد اللہ کا بنے، کچھ فیصد نفس کا بنے، کچھ فیصد شیطان کا بنے، کچھ فیصد معاشرہ اور سوسائٹی کا بنے تو اس کو لذاتِ بندگی حاصل نہیں ہیں۔

جو حرام سے دل لگاتا ہے اس کا حلال سکون بھی چھن جاتا ہے

میرا شعر دیکھو! ؎

ہٹو میری نظروں سے امواجِ رنگیں
یہ کشتی پیا کے نگر جا رہی ہے

ایک کشتی میں ایک آدمی جارہا ہے، اس کے دشمن نے پانی کی لہروں میں طرح طرح کے بلب جلا دیئے لال، پیلا، ہرا تاکہ یہ منزل تک نہ جائے ان لال، پیلے، ہرے بلبوں کی رنگینیوں میں مبتلا ہو جائے اور اس کی منزل کھوٹی ہوجائے۔ اے ٹیڈیو! اور اے لیڈیو! تم اپنی رنگین بے پردگیوں کے ساتھ ہماری نظروں سے ہٹو، ہماری مٹی تمہاری مٹی پر مٹی ہونے کے لئے نہیں ہے، ہم کو اللہ نے دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا ہے، ہماری مٹی اللہ تعالیٰ پر فدا ہوگی تاکہ قیامت کے دن ہماری مٹی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ان کی رضا ہو۔ اس پر میرا ایک پرانا اُردو شعر ہے ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

تم خود بھی مٹی کے ہو تو مٹی کی عورتیں، مٹی کی لڑکیوں، مٹی کے کبابوں پر فدا نہ رہو، حلال کی بیوی مل جائے تو مضائقہ نہیں لیکن حرام کی طرف مت جاؤ، اللہ نے جو حلال کی دی اسی پر راضی رہو ورنہ جن لوگوں نے حرام کی طرف نظر اٹھائی تو ان کا حلال سکون بھی چھن گیا، جو اللہ کی طرف چل رہے ہیں ان کو مٹی کے کھلونوں پر اپنی زندگی ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ یہ سب مٹی کے کھلونے ہیں، قبرستان میں دیکھنا ان کا کیا حشر ہوتا ہے، نہ گال، نہ بال، نہ ناک کی نوک پلک، سب ختم، حسن کا کوئی نشان ہی نہیں پاؤ گے اور مرنے کے بعد قبر تو درکنار زندگی ہی میں صورت پہچانی نہیں جاتی کہ کیا یہ وہی ہے، جب سولہ سال کی شکل والی ستر سال کی بڑھیا لاٹھی لئے ہوئے کمر جھکی ہوئی پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگائے ہوئی آئی تب اُس نے دیکھتے ہی کہا ارے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اُس نے کہا کہ نانی اماں آپ کا نام کیا ہے؟ تو وہ کہتی ہے ارے! میں تمہاری دکان پر کپڑا دُھلانے آتی تھی اوراب پہچانتے بھی نہیں۔

دوستو! ان بگڑنے والی شکلوں کے جغرافیہ پر جو فدا ہوتا ہے اس کی تاریخ بھی تباہ ہوجاتی ہے۔لہٰذا اپنے مولیٰ پر فدا ہوجاؤ ان شاء اللہ دنیا میں بھی اورآخرت میں بھی دونوں جہان میں تاریخ روشن ہوجائے گی۔بس اپنی بیویوں پر ہی صبر کرو، اپنی بیویوں کو تمام دنیا کی لیلاؤں سے افضل سمجھو کیونکہ یہ بیویاں وہ لیلائیں ہیں جو مولیٰ نے دی ہیں، اگرچہ بڈھی ہوگئی ہوں۔

میں اکثر کہتا ہوں کہ بڈھے آدمی کو اپنی اس بڑھیا کو جس کے عالمِ شباب کا جغرافیہ تبدیل ہو چکا ہو، منہ میں دانت نہیں ہیں، بتیسی لگی ہوئی ہے، بال بھی سفید ہوگئے، کمر بھی جھک گئی لیکن پھر بھی تم اللہ کے لئے اسے پیار کرو، گو اب طبیعت نہیں چاہتی، ظاہر بات ہے کہ جب بڑھاپا آگیا تو طبیعت کیا چاہے گی، مگر طبیعت کیا چیز ہے؟ اب اللہ کے لئے اس کو پیار کرو، اس کی بیماری میں دوا لاؤ، ہرطرح سے اس کا دل خوش کرو۔میں نے لندن میں کہا تھا کہ اے بڈھو! اپنی بڑھیا سے یوں کہو کہ میری بڑھیا، شکر کی پڑیا، واہ رے میری گڑیا! تو اللہ تعالیٰ اِس سے خوش ہوتے ہیں کہ میرا بندہ میری بندی کی جوانی میں تو طبیعت سے مجبور تھا لیکن اب صرف اور صرف میری محبت میں پیار کررہا ہے۔

مقصدِ حیات

تو ان حسینوں سے زیادہ دل مت لگاؤ، ہم دنیا میں لیلاؤں کے لئے نہیں آئے ہیں، ہم اپنے مولیٰ کو خوش کرنے کے لئے آئے ہیں۔دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو پائیدار ہو، جو چیز فانی ہے اس سے دل لگانے والا انٹرنیشنل

ڈونکی اینڈ مونکی ہے، کیونکہ آپ جن کالے بالوں پر مست تھے وہ اب سفید ہو رہے ہیں، ہے کوئی دنیا میں طاقت جو کالے بالوں کو سفید ہونے سے روک دے، چاہے کوئی کتنا ہی خضاب لگائے مگر وہ جوانی والی بات کہاں۔ اکبر الٰہ آبادی شاعر الٰہ آباد میں جج تھے، ان کا ایک ساٹھ ستر سال کا دوست بالوں میں خضاب لگا رہا تھا تو اکبر صاحب نے دیکھتے ہی فوراً ایک شعر موزوں کیا اور اس دوست کو سنایا کہ۔

مصروف ہیں جناب یہ کس بندوبست میں
اپریل کی بہار نہ ہوگی اگست میں

ارے! اسٹرکچر ہل رہا ہے، چوں چوں کر رہا ہے، اب کیا ڈسٹمپر لگا رہے ہو، اللہ کی عبادت سے اپنی روح کا اسٹرکچر مضبوط کرو اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اللہ والوں کی صحبت سے اس پر ڈسٹمپر لگاؤ، اس پر اللہ کی محبت کا پینٹ کرو پھر دنیا میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ آپ چین سے رہو گے۔

گناہوں سے سکونِ قلب ہرگز نہیں ملے گا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں تمہارے جتنے کام ہیں سب کا حاصل اطمینانِ قلب ہے۔ سینما اس لیے دیکھتے ہیں تاکہ دل کو چین آئے، وی سی آر اس لیے دیکھتے ہیں تاکہ دل کو چین آئے، ٹیڈیوں کے پیچھے اس لیے ریڈی ہو رہا ہے تاکہ دل کو چین آئے، پلاؤ بریانی اس لیے کھا رہا ہے تاکہ دل کو چین آئے لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم ماں کے پیٹ میں تھے اور تمہاری ماں کے پیٹ میں تمہارا دل بنانے والے ہم ہیں، ہم نے تمہارا دل بنایا ہے لہٰذا تم ہماری نافرمانی اور گناہوں میں دل کا چین مت تلاش کرو، ایسے احمقانہ اقدام اور حرکت مت کرو، تم ہماری نافرمانی میں کہیں چین نہیں پاؤ گے،

تمہاری نیند اڑ جائے گی، نہ دیکھو کسی کی وائف ورنہ کھانی پڑے گی ویلیم فائف اور خراب ہو جائے گی تمہاری لائف اور چبھتا رہے گا اور گھستا رہے گا تمہارے جگر میں اس کا نائف، اسی لئے چین سے رہو۔

دوزخ کا مزاج

میں تو کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ قرآنِ پاک میں نظر کی حفاظت نازل فرما کر ہمیں چین سے رہنے کا راستہ بتا دیا اور جن لوگوں نے نظر نہیں بچائی، ان کا دل ہر وقت تڑپ رہا ہے، ہر وقت ہائے ہائے ہائے ہائے کر رہے ہیں کہ ایسی بیوی مجھ کو نہ ملی، نفس کی یہ ہائے ہائے کبھی ختم نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب دوزخ میں سارے گنہگار ڈال دیئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ دوزخ سے دریافت فرمائیں گے:

﴿هَلِ امۡتَلَـْٔتِ وَتَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ۝﴾

(سورۃ ق، آیت:۳۰)

اے دوزخ! تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو دوزخ کہے گی کیا کچھ اور مال ہے؟ تو کیا اللہ تعالیٰ دوزخ کا پیٹ بھرنے کے لیے اس میں اپنے نیک بندوں کو ڈال دیں گے؟ یا کسی مخلوق کو پیدا کر کے بے گناہ دوزخ میں ڈال دیں گے؟ اور جنت بھی یہی کہے گی هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ تو اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا فرما کر بلا اعمال ان کو جنت میں ڈال کر جنت کا پیٹ بھر دیں گے کیونکہ بلا عمل کسی پر احسان کرنا جائز ہے، فضل ہے، مہربانی ہے لیکن جنت کا اصل مزہ ان شاء اللہ ہم لوگوں کو آئے گا کیونکہ قطب العالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ حدیث پڑھائی تو ایک طالبِ علم نے کہا کہ استاذ جی! یہ تو بڑے مزے کریں گے، نہ روزہ، نہ نماز وہیں جنت میں پیدا ہوں گے تو حضرت نے فرمایا کہ ان کو کیا مزہ آئے گا؟ مزہ تو ہم لوگوں کو آئے گا جو رات دن زخم اٹھا رہے ہیں، تکلیفیں اٹھا رہے ہیں، ان کو

لطف آئے گا، حلاوتِ ایمانی ان کو کہاں نصیب، حلاوتِ ایمانی تو نظر بچانے پر ہے، انہوں نے کہاں نظر بچائی، اگر اللہ نے ہم سے آنکھ کی مٹھاس لی اور حکم دیا کہ خبردار! اپنی بیوی کے علاوہ کہیں نظر مت ڈالو، نہ مارکیٹ میں، نہ ہوائی جہاز میں، نہ ریلوے اسٹیشن پر تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی مٹھاس بھی تو عطا فرمائی۔

تو جنت میں تو اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کر کے بلا عمل ڈال دیں گے تو اس کا پیٹ بھر جائے گا لیکن دوزخ کہے گی کہ ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا۔ تو اللہ تعالیٰ کسی بے گناہ کو دوزخ میں کیسے ڈال دیں گے؟ تو حدیثِ پاک میں ہے، بخاری شریف کی روایت ہے کہ:

((حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَہٗ))

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة ق باب قوله: وتقول هل من مزيد رقم الحديث ۴۸۴۸)

اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا قدم رکھیں گے، اللہ تعالیٰ اپنا قدمِ مبارک رکھیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیر ہیں؟ اللہ تو پاک ہے اس کے اعضاء وغیرہ نہیں ہیں۔ تو علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہے ؎

ترے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیان رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

تو جب اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی دوزخ پر پڑے گی تو دوزخ کہے گی قَطْ قَطْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَطْ قَطْ قَطْ پیٹ بھر گیا یا اللہ! پیٹ بھر گیا یا اللہ! پیٹ بھر گیا یا اللہ! مولانا رومی کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، ان کی قبر قونیہ میں ہے، جس کو قونیہ چلنا ہو میرے ساتھ چلے اور میرے لئے دعا بھی کرے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت سے مزہ آجائے گا ان شاء اللہ۔

نفس کا مزاج مثل دوزخ کے ہے

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دوستو! جب دوزخ کا پیٹ گنہگاروں سے نہیں بھرا تو جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی برانچ کا مزاج ہوتا ہے، جو دوزخ کا مزاج ہے وہی تمہارے نفس کا بھی مزاج ہے یعنی گناہوں سے تمہارے نفس کا پیٹ نہیں بھرے گا، جب دوزخ کا پیٹ گنہگاروں سے نہیں بھرا تو تمہارا نفس جو اس کی شاخ اور برانچ ہے اس کا پیٹ بھی گناہوں سے نہیں بھرے گا، ایک مرتبہ بدنظری کروگے دس بار اور دل چاہے گا، ایک بار زنا اور بدکاری کروگے دس بار اور دل چاہے گا۔ روئے زمین پر آج تک گناہوں سے کسی کا پیٹ نہیں بھرا۔

مجددِ ملت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دنیا کے تمام حسینوں کو دیکھ لے اور کوئی کان میں آکر کہہ دے کہ ابھی ایک باقی ہے تو نفس اس کو بھی دیکھنے کی خواہش کرے گا، اگر آپ کہو گے کہ بس اب اسے دیکھ کر کیا کروگے، صبر کرو، اب کتنا دیکھو گے، تو وہ کہے گا کہ نہیں ایک حسین بچا ہے اس کو بھی دکھا دو۔ یہ جو نفس کا مزاج ہے یہی دوزخ کا مزاج ہے:

﴿ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴾

(سورة طٰه، آيت:۷۴)

یعنی نہ موت آئے گی نہ زندگی ملے گی۔ تو حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ گنہگاروں کی بھی زندگی یہی ہے، جو گناہ نہیں چھوڑتا، اللہ والا نہیں بنتا، ہر وقت تڑپ رہا ہے، اس کو بھی نہ موت ہے نہ زندگی ہے۔ جو ہیڈ آفس یعنی دوزخ کا مزاج ہے وہی برانچ یعنی نفس کا بھی مزاج ہے کہ گناہوں سے نہ موت آتی ہے نہ زندگی ملتی ہے، ہر وقت بے چین رہتا ہے، ہر وقت دل چاہتا ہے کہ یہ دیکھ لو، وہ دیکھ لو اور تڑپتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس نے قرآنِ پاک میں حفاظتِ نظر کا حکم نازل فرمایا اور بخاری شریف کی حدیث میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے کہلوایا کہ یہ آنکھوں کا زِنا ہے۔ لہٰذا نظر بازی معمولی گناہ نہیں ہے۔ تو اللہ نے ہمارے دل کو پریشانی سے اور تڑپنے سے بچالیا۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر ہم کو چین کہاں سے ملے گا؟ شیطان نے بے وقوف بنا رکھا ہے، بین الاقوامی اُلّو بنا رکھا ہے، انٹرنیشنل ڈونکی اینڈ منکی بنا رکھا ہے۔ عقیدہ یہی ہے کہ گناہ میں مزہ آئے گا۔

گناہ کی لذت مثل خارش کے ہے

دوستو! اگر گناہ کا مزہ ایک فیصد ہے تو ننانوے فیصد پریشانی بھی تو ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مثال دی کہ گناہ کے مزہ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے خارش ہوجائے تو وہ کھجلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنا مزہ آرہا ہے جیسے میری شادی ہورہی ہے اور بریانی کی دیگ چڑھ رہی ہے، ولیمہ بھی ہورہا ہے، شامیانہ بھی لگا ہے لیکن جب کھجلاتے کھجلاتے کھال پھٹ گئی، خون نکلنے لگا تو اتنی جلن ہوئی کہ بیوی بھی غائب ہوگئی، ولیمہ کی دیگ بھی اڑ گئی، شامیانے بھی اڑ گئے، لہٰذا کھجلی کا علاج کھجلانے سے نہیں ہے، کھال بھی پھٹے گی اور خون بھی نکلے گا ؎

تڑپوگے جتنا جال کے اندر
جال گھُسے گا کھال کے اندر

گنہگار کی زندگی پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے اَبرار کا عالم

اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب مجھ سے فرماتے تھے کہ میں نے ''اُف'' اس لئے کہا کہ جب سخت گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوتا ہے تو آدمی کہتا ہے ''اُف'' ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے اَبرار کا عالم

اہلِ وفا کون لوگ ہے؟

اور میرا شعر ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اب اہلِ وفا کون ہے؟ جو اپنے اللہ کو، اپنے پالنے والے کو ناراض نہیں کرتا، اپنا دل توڑتا ہے اللہ کا قانون نہیں توڑتا، اس کو باوفا کہتے ہیں، یہ مرد ہے، باقی سب ہجڑا ئیت اور زنانہ پن ہے، سب چوڑیاں پہنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ باوفا اور مردہ وہ ہے جو اپنے دل کو توڑ دے مگر اللہ کے قانون کو نہ توڑے۔ دل کو توڑ کر تو دیکھو، ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ کی کیا عنایت ہوتی ہے۔ جیسے ماں اپنے بیٹے سے کہتی ہے کہ بیٹا! کباب مت کھانا تم کو پیچش ہے۔ تو وہ بچہ کباب تو نہیں کھاتا مگر اپنے بھائیوں کو کباب کھاتے دیکھ کر رو رہا ہے تو کیا ماں کو رحمت نہیں آئے گی، ماں اس کو گود میں اٹھالے گی، اس کا چمالے گی اور اس کے آنسوؤں کو اپنے دامن سے پونچھے گی اور کہے گی کہ بیٹا! گھبراؤ مت، جب اچھے ہو جاؤ گے تو ہم تم کو بہت کباب کھلائیں گے۔ تو جو بندے اس زمین پر ٹیڈیوں سے نظر بچا رہے ہیں اور دل پر غم اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ میرا شعر ہے ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں
زخمِ حسرت ہزار کھائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

تو کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں ہیں کہ جو نظر بچا بچا کر اپنا دل توڑتا ہے اس پر اللہ اپنا رحم نہیں فرمائیں گے اماں کو تو رحمت آئے گی کہ بچہ کو گود میں لے لے، تو ربّا بھی ارحم الراحمین ہے، اس کی رحمت اپنے بندہ کے قلب کو چوم لیتی ہے، اس کے دل کو پیار کرتی ہے، اس کے آنسوؤں کو اللہ تعالیٰ کا غیر محدود دامنِ رحمت پونچھتا ہے۔ ایسے ٹوٹے ہوئے دلوں کا حال سن لو، سلاطین کے تخت و تاج ان کے سامنے نیلام ہوتے نظر آتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ حسینوں سے نگاہ کے بچانے پر اپنے ایمان کی مٹھاس دیتا ہے تو اس بندہ کو سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہوتے نظر آتے ہیں۔ اور صرف آنکھ ہی نہیں بچانا ہے بلکہ دل میں بھی قصداً ان کا خیال نہیں لانا اور دل ہی نہیں بچانا بلکہ جسم کو بھی ان حسینوں سے دور رکھنا ہے، یہ نہیں کہ سیٹھ صاحب پی اے رکھے ہوئے ہیں یعنی لڑکی کو سیکرٹری رکھا ہوا ہے، ایسے شخص کا ایمان کیا بچے گا۔ تو جو اپنا دل توڑ دے مگر اللہ کے قانون کو نہ توڑے تو اللہ اس کے دل کو کیا دیتے ہیں؟ ایمان کی مٹھاس اور اپنی ایسی مٹھاس محبت کی دیتے ہیں کہ سلاطین کے تخت و تاج اس کے سامنے نیلام ہیں، سورج و چاند کی روشنی اس کو پھیکی نظر آتی ہے، تمام دنیا کی لیلاؤں کا نمک اس کو جھڑتا ہوا نظر آتا ہے اور ساری دنیا کے مجنوں اور لیلائیں سب بے وقوف معلوم ہوتے ہیں۔

عشقِ مجازی کی حقیقت

دیکھ لو آج مجنوں کو کیا ملا جبکہ آج سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا نام تفسیروں میں آرہا ہے، جو مولیٰ پر مرے ان کی تاریخ بن گئی اور جو بگڑنے والی شکلوں پر اور مردہ لاشوں پر اور قبرستان میں گلنے سڑنے والے اجسام پر مر رہے ہیں، واللہ اختر قسم کھا کر کہتا ہے کہ ان کو پچھتانا پڑے گا، زمین کے اوپر بھی اور زمین کے نیچے بھی اور دنیا میں بھی ان کو کچھ حاصل نہیں کیونکہ ان حسینوں کے جغرافیے بدلنے والے ہیں۔ میں نے ایسے انٹرنیشنل بے وقوف کو خود دیکھا ہے

کہ جب اس کی شکل اچھی تھی تو لوگ اس کے پیچھے پیچھے پھر رہے تھے اور جب شکل بگڑ گئی، لقوہ ہو گیا، منہ ٹیڑھا ہو گیا، تو گدھے کی طرح وہاں سے بھاگے۔ ارے! اگر تم صحیح معنوں میں باوفا تھے تو تم کو مرتے دم تک اس کا ساتھ دینا چاہئے تھا، شکل بگڑنے سے تم کیوں بھاگے؟ معلوم ہوا کہ یہ عشقِ مجازی اور شکل وصورت کی محبت محض شہوت پرستی اور غرض پرستی ہے، اس میں پاکیزگی اور وفاداری نہیں ہے۔ اپنا ایک اُردو شعر یاد آیا ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

یہاں میں نے ''دوست'' جو کہا ہے تو یہ حسنِ مجازی کے عاشقوں کے سر پر جوتا مارا ہے کیونکہ یہ دوستی نہیں ہے۔ پہلے تو دیوانِ غالب پڑھ رہے تھے ؎

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

بہت اچھا ہوا کہ دنیاوی شاعروں نے دلِ ناداں کہہ کر اپنی نادانی کو تسلیم کر لیا۔ الحمدللہ! شکر کرو کہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ دلِ ناداں اور کہتا ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

کیوں آپ کو اس سے وفا کی امید ہے، یعنی گناہ پر راضی نہیں ہو رہا ہے، معشوق گویا مفعول ہو جائے تو ان کے نزدیک وفادار ہے، اپنے کو بے عزت کر دے، اپنی عزت لٹا دے تو بہت ہی وفادار ہے۔

ارے ظالمو! تم نے ان الفاظ کے چکر میں ہمارے کتنے نوجوان بچوں کو ضائع کر دیا۔ تو اس لئے کہتا ہوں کہ اگر یہ محبت صحیح ہوتی تو مرتے دم تک ان حسینوں کا ساتھ دیتے، کیا وجہ ہے کہ جب حسن بگڑ جاتا ہے، عمر زیادہ ہو جاتی

ہے تو وہاں سے بھاگتے ہو۔اسی لئے میں ایک بہت قیمتی بات پیش کررہا ہوں کہ یہی چیز یعنی بدنظری کی عادت ہمیں اللہ سے دور کئے ہوئے ہے، یہ معمولی مرض نہیں ہے، انہیں شکلوں کے چکر میں ہمارے نوجوان بچے ہی نہیں بڈھے بڈھے بھی پڑے ہوئے ہیں اور اللہ سے دور ہیں، یہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی شکلیں ہیں۔تو عرض کررہا تھا کہ اگر یہ محبت صحیح ہے تو آخری سانس تک کیوں نہیں رہتی ۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

کیوں منہ چھپا کے بھاگتے ہو، سوائے مولیٰ کے اور اللہ والوں کے اور کسی کی محبت میں بقا نہیں ہے کیونکہ اللہ والوں کی محبت شکل سے نہیں ہوتی، ان کی محبت اللہ والی روح سے ہوتی ہے اور اللہ والے جتنے بوڑھے ہوتے جاتے ہیں ان کی روح میں اللہ کی محبت تیز ہوتی جاتی ہے، جیسے شراب پرانی ہوتی ہے تو نشہ بڑھ جاتا ہے، ایسے ہی اللہ والے جب بوڑھے ہوتے ہیں تو ان کا نشہ بھی تیز ہوجاتا ہے۔اسی لئے اللہ والی محبت ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے اور صرف اس زمین پر ہی نہیں بلکہ یہ محبتیں زمین کے نیچے بھی اور قیامت کے دن بھی کام آئیں گی۔

عالمِ ربّانی کا مقام

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء ربانیین یعنی اللہ والے علماء سے فرمائیں گے کہ تم لوگ جنت میں داخل مت ہو کیونکہ اگر جنت میں داخل ہوگئے تو وہاں ایگزٹ یعنی خروج نہیں ہے، اگر جنت میں داخل ہوگئے تو وہاں سے نکل نہیں سکتے، جنت ایک ایسی جگہ ہے کہ جو ایک بار داخل ہوگیا پھر وہاں سے نکل نہیں سکتا، لہٰذا باہر کھڑے رہو اور اپنے

دوستوں کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے کر جاؤ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک اللہ والا عالم کتنے لوگوں کو جنت میں لے جائے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے آسمان پر ستارے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہاں دوست کا لفظ ہے کہ اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لے کر جاؤ، تو جو عالم ربانی سے دوستی کرے گا وہ اس نعمت کو پائے گا۔ اللہ والی دوستی یہ معمولی نعمت نہیں ہے، قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ اللہ والی محبت کیا ہے جس کی وجہ سے آپ لوگ یہاں آئے ہو حالانکہ ہماری آپ کی زبان بھی الگ ہے، ہماری آپ کی کوئی پارٹنر شپ بھی نہیں ہے، ہمارا خاندان بھی ایک نہیں ہے، آپ لوگ یہاں صرف اللہ کے نام پر جمع ہیں، قیامت کے دن اس کی قدر معلوم ہوگی جب اعلان ہوگا:

((اَیْنَ الْمُتَحَآبُّوْنَ فِیَّ))

(التفسیر المظهری، تحت سورة الفتح)

اے قیامت کے دن حساب کتاب کی پریشانیوں میں اور سورج کی گرمی سے پسینہ پسینہ ہونے والو! تم لوگ آپس میں ہماری وجہ سے جو محبت رکھتے تھے اب عرش کے سائے میں آجاؤ، اَیْنَ الْمُتَحَآبُّوْنَ فِیَّ جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے، اس محبت کی وجہ خاندان نہ تھا، زبان نہ تھی، پارٹنر شپ نہ تھی اور صوبائیت، لسانیت، علاقائیت نہ تھی۔

زبان ورنگ کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے

آہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ))

(سورۃُ الروم، آیت:۲۲)

آسمان وزمین کی تخلیق میں اور تمہارا کالا گورا ہونے میں اور زبان کا اختلاف ہونے میں ہماری نشانیاں ہیں۔تو اللہ کی نشانیوں سے ایمان تازہ ہونا چاہئے نہ کہ زبان کی خاطر لڑائی کررہے ہو، بے وقوفو! جو چیز ہم نے اپنی نشانی بنائی ہے یعنی زبانوں کا اختلاف اور رنگ کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے مگر آج کل بین الاقوامی الوؤں کا حال یہ ہے کہ زبان اور رنگ کے اختلاف پر آپس میں لڑ رہے ہیں۔آپ بتاؤ! جنت میں کوئی صوبہ ہے؟ جنت میں کوئی زبان ہے سوائے عربی کے، تو سمجھ لو کہ جن کی قسمت میں جنت لکھی ہوئی ہے ان کو دنیا ہی میں جنتی ذوق حاصل ہے، وہ زبان پر نہیں لڑتے ،رنگ پر نہیں لڑتے ،وہ اللہ والی محبت کو اپنے لئے نعمت سمجھتے ہیں۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت تھانوی کے عاشقوں میں سے تھے۔ میں نے خواجہ صاحب کے حالات میں پڑھا کہ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون کی خانقاہ میں بیٹھے تھے اور پنجاب سے آئے ہوئے بڑے بڑے علماء نے حضرت کو گھیرے میں لیا ہوا تھا، ان میں مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری اور بھی دیگر علماء کرام تھے اور جہاں خواجہ صاحب بیٹھتے تھے وہاں ذرا سی بھی جگہ نہیں بچی تھی تو خواجہ صاحب زور سے یہ مصرع پڑھنے لگے ؎

ہمارے پیر کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

آہ کیا پیارا جملہ ہے یہ! کیا یہ محبت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا نام ایسا ہے کہ اس کے آگے ذات پات اور خاندان برادری کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تنِ بیگانہ کآشنا باشد

کوئی ہزار اپنا ہے لیکن خدا سے دور ہے تو وہ ہمارا نہیں ہے اور وہ بیگانہ جو اللہ تعالیٰ کا

آشنا ہے ہم اس پر فدا ہیں۔ غلام سرور صاحب اور ہم لوگ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پر فدا تھے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ ہے وہ ہمارا ہے۔

اطمینانِ قلب اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے

اب سوال یہ ہے کہ جب دنیا میں ہم کو حرام لذتوں سے بچنے کا حکم ہوگیا تو ہمارے دل کو مزہ اور چین کہاں سے آئے گا؟ اب میں آپ کو مزہ کا راستہ بتاتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ ساری دنیا کا بتایا ہوا راستہ صحیح ہے یا جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس کا بتایا ہوا راستہ صحیح ہے؟ غلاموں کی بات صحیح ہے یا خلّاق اور مالک کی بات صحیح ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے دو ارشاد سن لو۔ نمبر ایک: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین ملتا ہے۔

ایک لطیف مزاح

آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں، جنوبی افریقہ میں کالی کالی بڑی سی اور موٹی عورتیں بہت ہوتی ہیں، آپ نے کعبہ شریف میں بھی دیکھا ہوگا کہ وہ اپنا بچہ کمر پر پیچھے لٹکائے رہتی ہیں اور اس بچہ کا صرف منہ باہر نکلا رہتا ہے۔ تو جنوبی افریقہ میں دس بارہ علماء جمع تھے، ان کی زبان بھی انگریزی تھی، میں نے ان سے میر صاحب کے لئے سفارش کی کہ بھئی! میر صاحب کے لئے کسی کالی موٹی تگڑی مائی کا رشتہ لگادو جو میر صاحب کو پیچھے لاد کر طواف کرادے اور میر صاحب کا سر مع ڈاڑھی کے باہر نکلا رہے۔ تو دیکھئے! آپ میری انگریزی سے حیران رہ جائیں گے جبکہ میں نے انگریزی پڑھی ہوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو کسی کالی مائی جارہی ہے، اس سے کہو کہ ہمارے میر صاحب سید ہیں، اولادِ رسول ہیں اور آپ کے کسٹرڈ (Custard) کے لئے انٹریسٹڈ (Interseted) ہیں، اگر آپ نے ان کے ساتھ نکاح کرلیا اور وہ آپ کی نظروں میں سلیکٹڈ (Selected) ہوگئے تو وہ آپ کو تھینک یو

(Thank You) کہیں گے اور اگر آپ کی نظروں میں ریجکٹڈ (Rejected) رہے تو میر صاحب کہیں گے نو پرابلم (No Problem) لیکن میں آپ میں انٹریسٹڈ (Interseted) رہوں گا کیونکہ یہ غیر اختیاری چیز ہے۔ تو دیکھو انگریزی الفاظ! یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، میرے شیخ کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ الحمدللہ یورپ میں بھی کام ہورہا ہے، میری مثنوی مولانا رومی کی جو شرح ہے اس کا بھی انگریزی میں ترجمہ ہوچکا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب پوری دنیائے مغرب میں ہل چل مچادے گی، کیونکہ یہ مولانا رومی کا کلام ہے۔

محبوبِ حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے دو حق

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چین سے رہنا چاہتے ہو تو گناہوں میں چین مت تلاش کرو، میری نافرمانی میں چین مت تلاش کرو بلکہ میری یاد میں لگ جاؤ۔ اور یاد کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ایک: جن باتوں سے میں خوش ہوتا ہوں ان پر عمل کرو، اللہ اللہ بھی کرو کیونکہ یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اور نمبر دو: جن چیزوں سے میں ناراض ہوتا ہوں ان سے بچو۔ تو محبوب کے دو حق ہیں۔ نمبر ۱: جس بات سے محبوب خوش ہو وہ کام کرلو۔ نمبر ۲: جس بات سے محبوب ناخوش ہو وہ کام نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا خوش کرنا فرض ہے، اتنا ہی ناخوشی سے بچنا بھی فرض ہے۔ آج کل لوگ ایک ہی طرف بھاگے جارہے ہیں، حج و عمرہ کے لیے بھاگے جارہے ہیں، ہاتھ میں ہر وقت تسبیح بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے جو دو حق ہیں یعنی نیک عمل کرکے مالک کو خوش کرنا، یہ اللہ کی محبت کا حق ہے، عبادت حج، عمرہ، تلاوت، ذِکر یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے اور گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

﴿مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ○﴾

(سورۃ نوح، آیت:۱۳)

اے ظالم! تو کس بے دردی اور جرأت سے نظریں اِدھر اُدھر کرتا ہے، کیا اس وقت تجھے آسمان والا نظر نہیں آتا، اندھا کہیں کا نالائق، تجھ کو اس کا احساس نہیں ہے کہ میں بھی تجھ کو دیکھ رہا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر چمگاڈر پیشاب کی نالی میں پیشاب چوس رہا ہے، پاخانے کی نالی میں پاخانہ چاٹ رہا ہے تو مجھے اس پر حیرت نہیں ہے کیونکہ اس کا تو کام ہی یہی ہے مگر جس ظالم نے بادشاہ کو دیکھا ہے، جو بازِ شاہی بادشاہ کے پنجہ پر بیٹھا رہتا ہے اس کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی چمگاڈر بنا ہوا پیشاب پاخانہ کی نالیوں سے چمٹا ہوا ہے۔ یعنی اے گول ٹوپی پہننے والو! اور اللہ اللہ کرنے والو! اور اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بھی ٹیڈیوں کو دیکھ رہے ہو۔ آہ! مولانا رومی کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے، بتاؤ! کتنا پیارا شعر ہے کہ اگر چمگاڈر پیشاب کی نالی میں پیشاب چوس رہا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن جس بازِ شاہی نے بادشاہ کو دیکھا ہوا ہے یعنی جو لوگ تہجد میں نفلیں پڑھتے ہیں، مناجات میں روتے ہیں، ملتزم پر روتے ہیں، روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، ان بازِ شاہی کو کیا ہوا ہے کہ وہ بھی چمگاڈر کی طرح نظر کی حفاظت نہیں کرتے۔

ذکرِ کامل سے دل کو چین ملے گا

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ خوب غور سے سن لو کہ تم کو میری یاد ہی سے چین ملے گا، اگر سر سے پیر تک تم ہمارے سو فیصد بن جاؤ تو تم کو اطمینانِ کامل دینا ہماری ضمانت اور کفالت اور ذمہ داری ہے۔

ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کولکھا کہ میں اللہ اللہ کرتا ہوں، ذکر کرتا ہوں، تہجد پڑھتا ہوں مگر پھر بھی چین نہیں ہے۔ حضرت نے جواب میں لکھا ہے کہ تم ذکرِ کامل نہیں کررہے ہو، کچھ گناہ بھی کرتے ہو، یا تو چھپ چھپ کر آنکھوں سے بدنظری کرتے ہو، عورتوں کو دیکھتے ہو یا گانے سنتے ہو یا غیر شرعی ڈاڑھی رکھتے ہو، ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنے کے لئے ہمت نہیں کرتے ہو یا ڈاڑھی کا بچہ بھی کاٹتے ہو یا ٹخنہ چھپاتے ہو، غرض کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا ہو، جس دن تم تقویٰ کے ساتھ اللہ کو یاد کروگے تو ایک مرتبہ اللہ کہنے سے زمین سے آسمان تک شربت روح افزا بھر جائے گا لہٰذا ہمت سے کام لو، جب یہ بات معلوم ہے کہ اس کام میں اللہ پاک کی ناراضگی ہے تو ہمت سے کام لو، قیامت کے دن تمہارے یہ ڈاڑھی منڈے گال کچھ کام نہیں آئیں گے، بڑی بڑی مونچھیں کچھ کام نہیں دیں گی لہٰذا مونچھوں کو باریک کرو، ڈاڑھی ایک مٹھی رکھو، جب حجام کے پاس جاؤ تو اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے پکڑے رہو، اپنا مال اپنے ہاتھ میں رکھو، اگر اپنا مال اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا تو خیریت نہیں ہے اور ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کاٹنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرکے دیکھو کہ ان شاء اللہ دل میں کیسے چین آتا ہے۔ آج کل لوگ یادِالٰہی کو بس تسبیح پڑھنا سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یاد رکھو کہ یادِالٰہی کی دو قسمیں ہیں، نمبر ایک کہ مالک کو خوش کرو اور نمبر دو ان کو ناخوش نہ کرو۔

بالطف زندگی حاصل کرنے کا طریقہ

اب دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

(سورۃ النحل، آیت:۹۷)

جو نیک عمل کرے گا ہم اس کو مزے دار زندگی دیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیکھو کہ ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے۔ ارے نالائقو! کہاں وی سی آر، سینما اور ٹیڈیوں کے چکر میں لطف حاصل کر رہے ہو، حسینوں کا نمک چکھ کر نمک حرامی کرتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ بالطف زندگی اس کو ملے گی جو نظر بچائے گا اور ہر گناہ سے بچے گا اور نیک عمل کرے گا اور اگر تم نے سوچا کہ نیک عمل بھی کرو، حج و عمرہ بھی کرو مگر کبھی کبھی نظر بھی مار لو، حسینوں کے حرام نمک کا مزہ بھی چکھ لو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا اعلان سن لو:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۲۴)

جو میری نافرمانی سے حرام خوشیوں کو امپورٹ کرے گا، درآمد کرے گا، مجھ کو ناراض کر کے نافرمانی کرے گا اور حسینوں کا حرام نمک چکھے گا یا کوئی بھی گناہ کرے گا میں اس کی زندگی کو تلخ کر دوں گا، زندگی دینے والا جس کی زندگی تلخ کرے گا تو ساری دنیا کی لیلائیں اس کو مزہ نہیں دے سکتیں۔ زندگی پیدا کرنے والے کا اعلان ہے، خلاقِ حیات اعلان کر رہا ہے کہ اگر مجھ کو ناراض کر کے تم نے چوری چھپے حرام لذت حاصل کی تو یاد رکھو فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ہم تمہاری زندگی کو بے مزہ کر دیں گے، افتیمون ولایتی پیتے رہو اور خمیرہ کھاتے رہو، دل کی دھڑکنیں تیز ہو جائیں گی، جس دل پر میں عذاب نازل کروں وہ دل سکون اور چین کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا، جس کے دل پر میں عذاب نازل کروں اس کے دل کو چین کا خواب بھی نہیں آئے گا۔

ان دونوں آیتوں کو یاد کر لو کہ جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوش کرنے کی ضمانت قبول کرتے ہیں، جس نے زمین پر مالک کو سو فیصد خوش

کیا، اللہ تعالیٰ اس کو سو فیصد خوشی نصیب کرتا ہے، ایسی خوشی نصیب کرتا ہے کہ سلاطین کو بھی حاصل نہیں ہے، بادشاہوں کو بھی حاصل نہیں ہے کیونکہ بادشاہوں کے پاس جو تخت و تاج ہیں وہ اللہ ہی کی دی ہوئی بھیک ہے، اور اللہ والوں کے پاس بھیک دینے والا ہے۔ بتاؤ! بادشاہوں کو تخت و تاج کون دیتا ہے؟ اور اللہ والوں کے دل میں اللہ ہے، سورج و چاند کی روشنی ان کو پھیکی نظر آتی ہے کیونکہ سورج کی روشنی اور چاند کی روشنی اللہ کی بھیک ہے اور ان کے دل میں بھیک دینے والا ہے۔ ایک صوفی سے کسی نے پوچھا کہ لوگ تمہیں شاہ صاحب کہتے ہیں تو تمہارے پاس کتنا سونا ہے؟ اس نے کہا کہ ؎

بخانہ زر نمی دارم فقیرم
دلے دارم خدائے زر امیرم

میرے گھر میں سونا نہیں ہے، میں فقیر ہوں مگر میں اپنے دل میں سونے کا خالق رکھتا ہوں، جو سونا پیدا کرتا ہے وہ میرے دل میں ہے۔ دوستو! واللہ! اختر قسم کھاتا ہے کہ اس مزہ کو بیان کرنے کے لئے اختر کے پاس زبان اور الفاظ نہیں ہیں۔ اور میں کیا ہوں جبکہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب جلال الدین کی روح اللہ تعالیٰ کے نام کا مزہ پاتی ہے تو اس مزہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ملفوظات بعد وعظ

نامحرموں سے نظر کی حفاظت نہ کرنے میں ذلت ورسوائی ہے

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

اللہ کو چھوڑ کر جو چوہے حسینوں کی روٹیاں کتر رہے ہیں، سنو! آج اس فقیر کا اندازِ بیان تو دیکھو! چوہا کیا کرتا ہے؟ چپکے چپکے جاتا ہے اور جہاں روٹیاں رہتی ہیں ان کو اٹھاتا ہے اور ذرا سا کترا اور پھر بل میں بھاگ جاتا ہے کہ کہیں روٹی کا مالک پکڑ نہ لے یا کہیں جال نہ لگا دے۔ تو ایسے ہی بعض لوگ چوہے کی طرح چپکے چپکے چوری چوری حسینوں کی روٹی کترتے ہیں، ان کے دل کو چین نہیں ملتا بلکہ حسینوں کی گالیاں ملتی ہیں خاص کر جب ڈاڑھی والا کسی عورت کو دیکھتا ہے تو عورتیں آپس میں کہتی ہیں کہ اے بہن! دیکھا تو نے، ایک ڈاڑھی والا تجھ کو دیکھ رہا تھا۔ یہ کانپور میں میرے کانوں سے سنی ہوئی بات ہے، دو آدمی جا رہے تھے، ان میں ایک کی ڈاڑھی تھی، عورتیں یہی سمجھتی ہیں کہ ہر ڈاڑھی والا مولوی ہوتا ہے، چاہے پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔ تو اُس آدمی نے ہمیں خود بتایا کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ اے بہن! دیکھو تو ذرا، ایک مولوی تجھے دیکھتا جا رہا تھا۔ آہ! اللہ سے جو ہٹا وہ گالیاں ہی کھاتا ہے، اس لئے نہ کسی کا گال دیکھو، نہ اس سے پوچھو تسی کی گل ہے؟ پھر گالیوں سے بچ جاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر گل پوچھنی ہی ہے تو اللہ والوں سے دوستی کرو، بزرگوں سے دوستی کرو اور ایک تجربہ بتاتا ہوں جس نے جوانی اللہ پر دی وہ روح کے اعتبار سے مرتے دم تک جوان رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، یہ تجربہ کی بات بتا رہا

ہوں کہ اور جوانی اللہ پر دینے کا سلیقہ ہی نہیں ملے گا، جب آدمی کسی اللہ والے پر مرتا ہے تب اللہ پر مرنا آتا ہے۔ میرا شعر سنئے ؎

مری زندگی کا حاصل، مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا، اسے آگیا ہے مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی، ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

نسبت مع اللہ کا عالمِ شباب ہمیشہ قائم رہتا ہے

آہ! وہ جوان مبارک ہے جس نے جوانی اللہ پر فدا کی۔ میں سچ کہتا ہوں وہ جوان مبارک ہے جس نے اپنے مولیٰ اپنے مالک پر، جس نے جوانی دی اسی پر جوانی فدا کردی، ان شاء اللہ اس کی جوانی قیامت تک دوسروں کی مغفرت کا ذریعہ بنے گی اور وہ ساری زندگی خود بھی مست رہے گا، اللہ کی مستی کبھی مٹتی نہیں ہے، جو سارے عالم کو جوانی دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اس کی روح پر ہر وقت عالمِ شباب طاری رکھتا ہے کہ اس بندہ نے مجھ پر اپنی جوانی فدا کی ہے۔ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بڈھے ہوجائیں گے، ساٹھ ستر سال کے ریٹائر اور ٹائر بھی نہ اٹھ سکے گا، جب دیکھا کہ اب ٹائر ہل بھی نہیں سکتا تب یہ شعر پڑھتے ہوئے مسجد میں بیٹھ گئے ؎

پاس تھا جو کچھ وہ صرفِ مے ہوا
کیوں نہ اب مسجد سنبھالی جائے گی

ایک دیہاتی کی انوکھی دعا

بھائی سرورصاحب! ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک دیہاتی، گاؤں کے بدوی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ! اگر آپ ہم کو اللہ والا اور نیک بنادیں تو آپ خوش ہوجائیں گے اور آپ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوجائیں گے اور اگر آپ نے ہم کو ایسے ہی رکھا جیسے ہم اب ہیں تو آپ کے رسول کو غم ہوگا اور آپ کا دشمن شیطان خوش ہوگا تو آپ فیصلہ کرلیں کہ اپنے محبوب کو خوش کرنا چاہتے ہیں یا اپنے دشمن کو خوشی دینا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا دعا ہے، بتائیے! بعض وقت کم پڑھے لکھے لوگوں کے دل میں عجیب مضامین آجاتے ہیں، اس مضمون پر اللہ پاک کو کتنا پیار آیا ہوگا لہٰذا یہ دعا کرلو کہ اللہ ہم سب کو اللہ والا بنادے۔ پوربی زبان کا ایک شعر ہے ؎

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

میرے مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو بہت پڑھتے تھے۔ تو یہ نہ سوچو کہ ہم کب تک جئیں گے، دعا کرو اور امید بھی رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برکت والی حیات نصیب فرمائے لیکن چوکنے بھی رہو، ہوشیار رہو کہ نہ جانے کب بلاوا آجائے، پاس ہونے کے لیے فٹ رہو اور روحانی بیوٹی پارلر جانے میں دیر نہ کرو۔ دیکھو! آج کل شادی ہوتی ہے تو لڑکی کو بیوٹی پارلر میں سجایا جاتا ہے کہ شوہر دیکھ کر پسند کرلے۔ اسی طرح روحانی بیوٹی پارلر میں بھی دیر مت کرو کہ نہ جانے اللہ کب بلالے، اللہ تعالیٰ دیکھ کر خوش ہوجائیں۔

تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

اس لئے کہتا ہوں کہ بلا تاخیر جلدی سے کم سے کم پہلے صورت ٹھیک کرلو، مونچھیں بڑی بڑی ہیں تو ان کو باریک کرلو، گال پر تینوں طرف سے ایک مٹھی بال رکھ لو، ایک مٹھی سے ایک بال کے برابر بھی زیادہ نہ ہونے دو بعض علماء نے لمبی ڈاڑھی کو مکروہ لکھا ہے، مگر ایک مٹھی سے کم کرنا بھی حرام ہے، ساری دنیا کے علماء بہشتی زیور کو مانتے ہیں تو اس کی جلد نمبر گیارہ صفحہ نمبر ۱۱۰ پر ڈاڑھی کے متعلق لکھا ہے۔ لہٰذا اللہ کے پیاروں کی شکل بنانے میں دیر نہ کرو تاکہ قیامت کے دن اتنا تو کہہ سکو۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

شکل تو اللہ کے نبی جیسی بنالو، پاجامہ کو ٹخنہ سے اوپر رکھو، بچوں کے بھی ابھی سے پاجامے اوپر رکھواؤں، یہ نہ سوچو کہ ابھی بچے ہیں، وہ تو بچے ہیں مگر بچہ کی ذمہ داری چچا پر بھی ہے اگر وہ کچا ہوا تو چچا پکڑا جائے گا۔ میرا پوتا عبداللہ ابھی دس بارہ سال کا ہے مگر مجال نہیں کہ اس کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو، میں آٹھ سال ہی سے اس کے پاجامہ کو دیکھتا رہتا تھا اور کہتا رہتا تھا کہ ٹخنوں سے اوپر کرلو۔ تو چھوٹے بچوں کو بھی ہم اللہ والی شکل میں رکھیں تو کیا مزہ ہے، بس یہی جنت کا قافلہ ہے۔

جنت جانے کا راستہ

ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ جنت جانے کا کیا راستہ ہے؟ میں نے کہا جنت جانے والے قافلوں کے ساتھ مل جاؤ، ان کی شکل وصورت بنالو۔ بھئی! ایک قافلہ جنت کو جا رہا ہے اور آپ دور دور سے پوچھ رہے ہو، آپ بھی اسی قافلے میں شامل ہو جایئے، اللہ والوں کی شکل بنا کر آپ فرق محسوس

کریں گے۔ یہ عجیب معاملہ ہے، ایک آدمی شیروانی پہن کر اوپر تک بٹن لگا کر اللہ کا نام لے حالانکہ شیروانی جائز ہے اور ایک آدمی کرتہ پاجامہ پہن کر گول ٹوپی لگا کر اللہ کا نام لے، دونوں کا فرق محسوس ہوجائے گا، جتنا اللہ والوں کی، اللہ کے پیاروں کی شکل بنائے گا، اتنا ہی زیادہ نور آئے گا۔ اور اس سے مت ڈرو کہ ملّا بن جائیں گے اور صوفی اور اللہ والے بن جائیں گے تو تجارت اور بزنس کا معاملہ ٹھنڈا ہوجائے گا، یار لوگ سمجھیں گے کہ شاید یہ کچھ ملّا بن گیا ہے اور اب شاید یہ کچھ بے وقوف ہوجائے گا، پہلے جو کام بڑھیا کرتا تھا اب نہیں کرسکے گا۔ اس عقیدہ کی اصلاح کرو کیونکہ سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے، زرق اللہ کے ہاتھ میں ہے، سکون سے رزق ملے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امارد سے سخت احتیاط کرو

اسی لئے آپ سب سے کہتا ہوں کہ ایک نظر بھی خراب نہ کرو، کسی ٹیڈی تک کو مت دیکھو اور ٹیڈے کو بھی مت دیکھو، لیڈی کو دیکھو نہ لیڈے کو دیکھو، دونوں حرام ہیں، اس کو تو عام مولوی بھی نہیں سمجھتے، استاد لوگ لونڈوں سے بھی پیر دبواتے رہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہوگا جن کے مسلک پر آج ہم چل رہے ہیں۔ بتاؤ! ہم حنفی ہیں یا نہیں؟ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سبق کے دوران اس بچہ کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے جس کا نام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہے اور جن کی ماں سے انہوں نے شادی بھی کی تھی، آپ کے سوتیلے بیٹے بھی تھے لیکن حسین تھے، خوبصورت تھے، چنانچہ جب تک ان کے پوری ڈاڑھی نہیں آگئی اپنے سامنے نہیں بیٹھنے دیا، پیچھے بٹھاتے تھے اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس خوبصورت لڑکے کے ڈاڑھی مونچھ نہ آئے اس سے دور رہو، اس پر دس شیطان ہوتے ہیں جبکہ

عورتوں پر دو شیطان ہوتے ہیں۔ یہ اللہ والوں کی باتیں ہیں، جس کو سو دفعہ غرض ہو مانے ورنہ تو اپنا راستہ لو، ہم کوئی چپکاتے نہیں ہیں لیکن تجربہ یہی ہے کہ جن لوگوں نے احتیاط نہیں کی ان کو شیطان نے گڑھے میں گرادیا، حج وعمرہ بھی ضائع کرادیا، گول ٹوپی اور تسبیح کے ساتھ گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

گناہوں کے اسباب سے بھی دور رہو

اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا احسان ہے کہ نظر کی حفاظت کو فرض فرمادیا کہ نظر کو بچاؤ، حسینوں پر نظر نہ ڈالو اور نیچی نظر کئے ہوئے ان کے قریب بھی نہ رہو جیسے سردی کا مہینہ ہے اور جمے ہوئے گھی کا کنستر ہے، لیکن جب اس کے قریب آگ لگادی تو کنستر کا ڈھکن اڑ جائے گا یا نہیں؟ اسی لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۸۷)

بہادری مت دکھاؤ کہ یہ حسین ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، ہمارے مشورہ پر عمل نہیں کرو گے تو ساری بہادری خاک میں مل جائے گی شیطان تم کو خبیث فعل میں مبتلا کردے گا۔ اسی لیے فَلَا تَقْرَبُوْهَا فرمایا کہ حسینوں کے بلکہ ان تمام چیزوں کے قریب بھی نہ رہو جن کو ہم نے حرام فرمایا ہے۔

جب میں جنوبی افریقہ گیا تو جتنے گجراتی تاجر ہیں ان لوگوں نے لڑکیاں ملازم رکھی ہوئی ہیں اور بتایا کہ تنخواہ کم لیتی ہیں اور سیل زیادہ کرتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے گاہک زیادہ آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کی وجہ سے جو گاہک زیادہ آتے ہیں وہ شیاطین ہیں، ان کی وجہ سے کوئی شریف آدمی نہیں آئے گا اور رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آج تم حاجی صاحب ہو اور بزرگوں کے پاس بیٹھ چکے ہو،

تمہاری لمبی لمبی ڈاڑھیاں ہیں لیکن تمہاری اولاد ان ننگی لڑکیوں کے ساتھ رہ رہ کر شیطان ہوجائے گی، جولڑکی ٹانگ تک لباس پہنی ہوئی ہو، جس کی ٹانگ ننگی ہو، یہ سب تمہارے لڑکوں کو ٹانگ دیں گی اور تمہاری اولاد زنا میں مبتلا ہوجائے گی۔ ڈربن کے قریب ایک شہر ہے اس کا نام ہے پیٹرز میریز برگ وہاں ہم کو ایک گجراتی ملے، ان کا بہت بڑا جنرل اسٹور ہے، ان کے یہاں اَسّی آدمی نوکر ہیں، انہوں نے ایک عورت بھی نوکر نہیں رکھی، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے والوں کو اللہ ایسا ایمان ویقین دیتا ہے، کہ اُن کے حالات بدل جاتے ہیں۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

جن لوگوں نے دل سے اللہ والوں کو پیار کیا اور اللہ والوں کی صحبت اُٹھائی، اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں ایمان ویقین کا اعلیٰ درجہ عطا فرمادیتے ہیں اور یہی دلیل ہے کہ اس کو اللہ والوں سے فیض ہورہا ہے، جس کو گناہ چھوڑنے کی توفیق نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا اللہ والوں سے صحیح تعلق نہیں ہے، اور جو گناہ تو چھوڑ رہا ہے مگر آہستہ آہستہ چھوڑ رہا ہے تو اس کو بھی فیض تو ہورہا ہے مگر اس کا تعلق ابھی ڈھیلا ڈھالا ہے۔ اس لیے گناہ کو آہستہ آہستہ مت چھوڑو، ایک دم سے چھوڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا صحیح نہیں ہے، جو آہستہ آہستہ گناہ چھوڑتا ہے پھر وہ سب کچھ کرلیتا ہے۔

سگریٹ کے معنیٰ اور اس کے نقصانات

الحمدللہ! بعض لوگوں نے میری تقریر سن کر ایک دم سگریٹ چھوڑ دی۔ میں نے کہا کہ دیکھو! سگریٹ سے منہ میں بدبو آتی ہے، پھیپھڑے خراب

ہوتے ہیں، آج کل لوگوں کو کینسر بھی ہو رہا ہے اور بدبودار منہ سے اللہ کا نام کیسے لوگے اور سگریٹ کا نام بھی بڑا خراب ہے، فارسی میں ''سگ'' معنی کتا اور انگریزی میں ریٹ معنی ''چوہا'' تو جس کے نام ہی میں کتا اور چوہا ہو وہ خود کتنی خراب چیز ہوگی اور جن لوگوں نے کہا کہ پہلے میں سو سگریٹ پی رہا تھا اب پچاس پیتا ہوں، پھر انہوں نے کہا کہ اب میں پچیس پیتا ہوں، پھر کہا کہ اب میں دس پیتا ہوں، بعد میں پتہ چلا کہ پھر سے سو شروع کر دیئے، بس اوپر نیچے ہوتے رہے۔

اس لئے دوستو! جان کی بازی لگا دو، اگر بدبودار چیز کے چھوڑنے سے موت بھی واقع ہو جائے تو موت کو برداشت کرلو۔ دیکھئے! میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پان میں تمباکو کھاتے تھے اور اتنا کھاتے تھے کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ اور لوگ تو کھاتے ہیں اور میں ڈھکوستا تھا یعنی تم تمباکو چٹکی میں لیتے ہو اور ہم ہاتھ میں بھر کر یعنی آدھا تولہ تمباکو کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر فرما رہے تھے اور ان کے سر میں تیل لگا رہے تھے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تمباکو دماغ کو نقصان پہنچاتا ہے، بس اور کچھ نہیں کہا کہ مولانا عبدالغنی! تم تمباکو کھاتے ہو، اسے چھوڑ دو، بس اتنا فرمایا کہ تمباکو دماغ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ لیکن حضرت سمجھ گئے اور مجھ سے فرمایا میں نے یکلخت تمباکو چھوڑ دیا یہاں تک کہ مجھے نزلہ ہو گیا، میں بیمار ہو گیا، میں نے کہا کہ اب موت بھی آجائے تو بھی عبدالغنی تمباکو نہیں کھائے گا۔ الحمدللہ! حضرت جب تک زندہ رہے، کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

تو سگریٹ سے پھیپھڑے ضائع ہو جاتے ہیں، سارا دھواں پھیپڑوں

میں جم جاتا ہے، اب اگر کوئی کہے کہ بغیر سگریٹ پیئے قبض ہوجاتا ہے ہوتا تو اس کا نسخہ پوچھو، اس کی بھی دوا آتی ہے اور سگریٹ بالکل پینے کو دل نہیں چاہے گا۔ بعض ہومیو پیتھک دوائیں ایسی ہیں سگریٹ پینے کی عادت بھی چھوٹ جاتی ہے۔ اور جب سگریٹ پینے کا دل چاہے تو منہ میں کالی مرچ دبالو، سگریٹ سے جو چٹ پٹا پن آتا ہے تو کالی مرچ دبالو اور قبض کے لیے انجیر کھاؤ، بنفشہ کھاؤ، اور اگر لیٹرین کے ایئرپورٹ پر لینڈنگ میں تاخیر ہو تو تھوڑا سا برداشت کرلو، کچھ دن کے بعد خود ہی ٹھیک ہوجائے گا۔

لذتِ بندگیِ خالقِ دوجہاں

دردِدل سے کہتا ہوں کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ ہم لوگ عہد کرلیں کہ اے اللہ! ہم آپ کو ایک لمحہ ناراض نہیں کریں گے، جان کی بازی لگادیں گے، جان آپ پر فدا کریں گے اور جان آپ ہی پر دینے کے لئے عطا ہوئی ہے، لیکن ہم سر سے پیر تک صورت اور سیرت میں آپ کو نارض نہیں کریں گے۔ ہمت سے کام لو ان شاء اللہ ولی اللہ ہوکر مرو گے تو مزہ آجائے گا، ارے مرنے کا مزہ چھوڑو جینے کا مزہ شروع ہوجائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جس دن ارادہ کرلیا کہ آج سے اللہ کو ناراض نہیں کرنا ہے اسی وقت سے آپ کو اپنے دل میں بلا الیکشن بادشاہت اور سلطنت محسوس نہ ہو تو کہنا کہ اختر کیا کہہ رہا تھا کیونکہ جو اللہ سلاطین کو تخت وتاج کی بھیک دیتا ہے اس ارادۂ تقویٰ کی برکت سے وہ اللہ اس کے دل میں آجاتا ہے اور بندہ جب مولیٰ کو پاتا ہے تو اس کا مزہ میرے اس شعر میں سن لو، میری یہ شاعری ایسی ہی نہیں ہے، یہ مولیٰ کے غم والی شاعری ہے، یہ حقیقت کی شاعری ہے۔

وہ شاہِ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

آپ بتاؤ! دونوں جہان کا مزہ کون دیتا ہے؟ اللہ۔ اللہ گنے میں رس پیدا کرتا ہے اور اسی رس سے شکر پیدا ہوتی ہے، تو جو سارے عالم کو شکر دیتا ہے وہ خود کتنا میٹھا ہوگا۔ بس یہ ایک جملہ ہی کافی ہے اور یہ جملہ میرا نہیں ہے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اے دنیا والو! کہاں جارہے ہو؟ مٹھائیوں کی دکان میں جانا جائز ہے مگر اس مٹھاس کی اللہ کے نام کی لذت کے آگے کیا حقیقت ہے؟ اللہ کا نام لوگے تو اس کی مٹھاس قیامت تک ضائع نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ایسے مولیٰ پر جان دو جس نے دونوں جہاں کی لذت اور مٹھاس پیدا کی، کوشش کرو، یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ گناہ کرنا مشکل ہے اور تقویٰ سے رہنا نہایت آسان ہے۔ بھئی! آپ بتاؤ کہ گناہ میں برا کام کرنا پڑتا ہے یا نہیں؟ اور تقویٰ نام ہے کام نہ کرنے کا یعنی برا کام نہ کرو، تو کام نہ کرنا آسان ہے یا کرنا آسان ہے؟ سبحان اللہ! بتایئے! کتنا پیارا عنوان ہے۔